أُصُول السُّنّة

امام اہلسنت والجماعت احمد بن حنبل الشیبانی (رحمۃ اللہ علیہ)

مندرجہ ذیل متون سے لی گئی روایت:

- طبقات الحنابلة للقاضي محمد بن أبي يعلى.
- شرح أصول أهل السنة والجماعة لهبة الله اللالكائي.
- ولید بن سیف النصر کا تحقیق شدہ نسخہ جس کی تقدیم عید عباسی نے فرمائی اور اس میں شیخ البانی (رحمہ اللہ) کے نسخے پر اعتماد کیا گیا۔[1]

مترجم

طارق علی بروہی

قال أبو يعلى الحنبلي: «لو رُحل إلى الصين في طلبها لكان قليلا»

ابو یعلی الحنبلی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

"اگر اس (کتابچہ اصول السنۃ) کو پانے کے لئے چین تک بھی سفر کرنا پڑے تو کم ہے"

---

[1] اسی طرح سالم بن محمد الجزائری اصول السنۃ شرح شیخ زید بن محمد المدخلی (حفظہ اللہ) کی تفریغ میں بیان کرتے ہیں۔

انتباہ

© حقوق محفوظ اصلی اہل سنت ڈاٹ کام ۲۰۰۹

www.AsliAhleSunnet.com

اہم نوٹ

کتاب ھذا ایک آن لائن کتاب ہے جو ویب سائٹ اصلی اہل سنت ڈاٹ کام کے لئے شائع کی گئی ہے۔ اس کتاب کو خصوصی طور پر انٹرنیٹ پر رکھنے کے لئے مرتب کیا گیا تاکہ اس کی باآسانی نشرواشاعت ہو سکے۔ فی الوقت ہمارے علم کے مطابق اس سے پہلے یہ ترجمہ وترتیب اس کی اصل عربی سے کہیں اور موجود نہیں۔ چونکہ اس کتاب کو مفت آن لائن تقسیم کے لئے جاری کیا جارہاہے لہٰذا اس کی ذاتی یا تبلیغی مقاصد کے لئے پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذریعہ سے محض اس کے مندرجات نشر کرنے کی اجازت مرحمت کی جاتی ہے لیکن اسے منافع کمانے کے لئے چھاپنے (پبلش) کرنے کی اجازت نہیں الا یہ کہ اصل پبلیشرز سے پیشگی اجازت طلب کی جائے اور اس کی اجازت دے دی جائے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عبدوس بن مالک العطار (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں میں نے سنا کہ:

[امام اہلسنت والجماعت] ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں:[۱]

ہمارے نزدیک اصول السنۃ (سنت کے اصول) یہ ہیں:

۱- جس چیز پر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) تھے اس سے تمسک اختیار کرنا۔[۲]

۲- ان کی اقتداء کرنا۔

۳- بدعات کو ترک کر دینا۔

۴- ہر بدعت گمراہی ہے۔

۵- اصحاب اہوا (خواہش نفس کی پیروی کرنے والوں یا بدعتی لوگوں) سے بحث مباحثہ ترک کرنا۔

---

[۱] تینوں نسخوں کی روایت کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:
<u>امام اللالکائی کی روایت</u>: امام لالکائی اصول اعتقاد اہل سنت والجماعت بتحقیق احمد بن حمدان (۱۵۶/۱) میں فرماتے ہیں: ہمیں خبردی عبداللہ بن السکری نے فرمایا: ہمیں بیان کیا عثمان بن احمد بن عبداللہ بن برید الدقیقی نے فرمایا: ہمیں بیان کیا ابو محمد الحسن بن عبدالوہاب ابو العنبر نے انہوں نے ان کی کتاب میں سے ربیع الاول کے مہینے میں سن ۲۹۳ھ میں قرات کی، فرمایا: ہمیں ابو جعفر محمد بن سلیمان المنقری نے تنیس میں بیان فرمایا، فرمایا: ہمیں عبدوس نے بیان فرمایا...
<u>طبقات الحنابلہ کی روایت</u>: فرمایا محمد بن ابی یعلی نے طبقات الحنابلہ بتحقیق عبدالرحمن العثیمین (۱٦٦/۲) میں فرمایا: میں نے المبارک پر پڑھا اور ان سے کہا: آپ کو خبر دی عبدالعزیزالازجی نے، ہمیں خبر دی علی بن بشران نے، ہمیں خبر دی عثمان جو ابن سماک کے نام سے معروف ہے نے، ہمیں بیان کیا حسن بن عبدالوہاب نے، ہمیں بیان کیا محمد بن سلیمان المنقری نے، وہ فرماتے ہیں: مجھ سے بیان کیا عبدوس نے...
<u>شیخ البانی کا تحقیق شدہ نسخہ</u>: (یہ وہ نسخہ ہے جس پر ولید بن سیف النصر بھائی نے اعتماد کیا اور اس کی تقدیم شیخ عید عباسی نے فرمائی): شیخ امام ابو المظفر عبدالملک بن علی بن محمد الہمدانی نے فرمایا: ہمیں بیان کیا شیخ ابو عبداللہ یحیی بن ابی الحسن بن البنا نے، فرمایا: ہمیں خبر دی میرے والد ابو علی الحسن بن احمد بن البنا نے، فرمایا: ہمیں خبردی ابو الحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران المعدل نے، فرمایا: ہمیں خبردی عثمان بن احمد بن السماک نے، فرمایا: ہمیں خبردی ابو محمد الحسن بن عبدالوہاب بن ابی العنبر نے کہ ان پر ان کی کتاب میں سےقرات کی گئی ربیع الاول کے مہینے سن ۲۹۳ھ میں، فرمایا: ہمیں بیان کیا ابو جعفر محمد بن سلیمان المنقری البصری نے نے تنیس میں، فرمایا: مجھ سے بیان فرمایا عبدوس نے...

[۲] یہ نمبر وار ترتیب اصل متن میں نہیں سہولت کی خاطر انٹرنیٹ پر موجود ایک نسخے سے لی گئی ہے۔ (مترجم)

۶- اور ان (بدعتیوں) کے ساتھ بیٹھنا بھی ترک کر دینا۔

۷- دین میں جھگڑنا' جدال کرنا اور (بے جا) بحث مباحثے (مناظروں) کو ترک کرنا۔

۸- سنت ہمارے نزدیک رسول اللہ (ﷺ) کے آثار ہیں۔

۹- سنت قرآن کریم کی تفسیر کرتی ہے اور یہ (سنتیں) قرآن کریم کے دلائل ہیں۔

۱۰- سنت میں قیاس نہیں' اور اس کے لئے مثالیں بھی بیان نہیں کرنا' اور اسے عقل یا خواہشات سے نہیں پایا جاسکتا بلکہ یہ (سنت) تو محض اتباع اور خواہش نفس کو ترک کرنے کا نام ہے۔

۱۱- ان لازمی سنتوں میں سے جن میں سے کسی ایک خصلت کو بھی کوئی اس طور پر ترک کرے کہ نہ تو اسے قبول کرے[۱] اور نہ ہی اس پر ایمان رکھے تو وہ ان (اہلسنت والجماعت) میں سے نہیں:

۱۲- اچھی بری تقدیر پر ایمان لانا اور اس بارے میں آئی احادیث کی تصدیق کرنا اور ان پر ایمان لانا۔ یہ نہیں کہنا کہ (کیوں؟) اور (کیسے؟)' بلکہ محض اس کی تصدیق کرنا اور ایمان لانا ہے۔ جو کسی حدیث کی تفسیر نہیں جانتا ہو مگر اس کی عقل اسے سمجھ جائے' تو یہی (محض اس کا معنی سمجھ جانا ہی) اس کے لئے کافی ہے اور وہ اس کے حق میں محکم کے حکم میں ہے۔ اسے چاہیے کہ اس پر ایمان لائے اور اسے مکمل طور پر تسلیم کرلے۔ جیسا کہ "الصادق المصدوق"[۲] والی حدیث' اور اس جیسی دوسری تمام احادیث جو تقدیر اور (بروز قیامت) رویئت باری تعالی کے بارے میں ہیں' اگرچہ وہ سننے میں عجیب

---

[۱] لالکائی کے نسخے میں (یقلها) نہ کہے ہے۔

[۲] عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے مروی قضاء وقدر سے متعلق مشہور حدیث، مکمل حدیث یہ ہے کہ: ہمیں خبر دی رسول اللہ (ﷺ) نے جو صادق و مصدوق ہیں کہ: ''تم میں سے ہرایک کی خلقت یہ ہے کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس (۴۰) روز نطفہ بن کر رہتا ہے، پھر وہ خون کا لوتھڑا ہوتا ہے، پھر وہ گوشت کا لوتھڑا ہوتا ہے، پھر اس کی طرف ایک فرشتے کو بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے، اور اسے چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے: کہ وہ اس کا رزق، موت، عمل، نیک بخت وبدبخت ہونا لکھے۔ پس اللہ تعالی کی قسم جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تم میں سے کوئی جنتیوں والے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک بالشت بھر فاصلہ رہ جاتا ہے، تو اس کی لکھت اس پر غالب آتی ہے اور وہ جہنمیوں والے عمل کرنے لگتا ہے اور آخرکار اس میں داخل ہوجاتا ہے، اور تم میں سے کوئی جہنمیوں والے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان بالشت بھر فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی لکھت اس پر غالب آتی ہے اور وہ جنتیوں والے عمل کرنے لگتا ہے، اور آخرکار اس میں داخل ہوجاتا ہے '' (متفق علیہ)

لگیں اور سننے والا ان سے حیران ہو جائے' اس پر بس ایمان لانا واجب ہے' اور ان میں سے کسی ایک حرف[۱] کا یا احادیث کا جو ثقہ راویوں سے ماثور چلی آ رہی ہیں انکار نہ کرے۔

۱۳- اور نہ کسی سے جھگڑے اور نہ ہی مناظرہ کرے' اور نہ ہی جدال کرنا سیکھے' کیونکہ تقدیر' رویئت باری تعالی اور قرآن کریم وغیرہ کے بارے میں کلام کرنا مکروہ وممنوعہ طریقوں میں سے ہے' ایسا کرنے والا اگرچہ اپنے کلام سے سنت کو پا بھی لے اہلسنت میں سے نہیں یہاں تک کہ جدال کو ترک کر کے آثار کو تسلیم کرے اور ان پر ایمان لائے۔

۱۴- قرآن کریم اللہ تعالی کا کلام ہے مخلوق نہیں اور یہ کہنے میں کوئی جھجک محسوس نہ کرو کہ: (اللہ کا کلام) مخلوق نہیں اور کہا کہ کلام اللہ (اللہ تعالی کا کلام) اس (اللہ) سے الگ نہیں اور جو اس (اللہ تعالی) سے ہے (الگ نہیں) وہ مخلوق نہیں۔ تمہیں ان لوگوں سے مناظرہ کرنے سے بچنا چاہیے جنہوں نے اس میں نئی باتیں ایجاد کیں' اور جو "اللفظ" وغیرہ کہے۔ جو اس میں توقف کرے اور کہے کہ یہ اللہ تعالی کا کلام تو ہے مگر مجھے نہیں معلوم کہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق تو ایسا شخص اسی طرح بدعتی ہے جسطرح جو کہے کہ وہ (قرآن مجید) مخلوق ہے۔ بلکہ (صحیح بات یہ ہے کہ) یہ اللہ تعالی کا کلام ہی ہے جو ہرگز مخلوق نہیں۔

۱۵- بروز قیامت رویئت باری تعالی پر ایمان لانا جیسا کہ نبی کریم (ﷺ) سے صحیح احادیث میں روایت کیا جاتا ہے۔

۱۶- بیشک نبی کریم (ﷺ) نے اپنے رب کا دیدار فرمایا تھا' اور وہ آپ (ﷺ) سے صحیح طور سے ماثور (مروی) ہے۔ قتادہ نے روایت فرمائی عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے' اور الحکم بن ابان نے روایت فرمائی عکرمہ سے انہوں نے روایت کی ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے' اور اسی طرح علی بن زید نے یوسف بن مہران سے انہوں نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما)

---

[۱] لالکائی نے حرف کے بجائے جزاء (ایک جزء) نقل فرمایا ہے۔

سے روایت فرمائی۔ ہمارے نزدیک یہ حدیث اپنے اسی ظاہری معنی میں ہی سمجھی جائے گی جیسا کہ نبی اکرم (ﷺ) سے مروی ہے۔ اس بارے میں کلام کرنا بدعت ہے، لیکن ہم صرف جو اس کا ظاہر معنی بیان ہوا ہے اس پر ایمان لاتے ہیں، اور اس بارے میں کسی سے مناظرہ بھی نہیں کرتے۔

۱۷- ہم یوم قیامت کے (قائم ہونے والے) میزان پر ایمان لاتے ہیں، جیسا کہ (حدیث میں) آیا ہے "یوزن العبد یوم القیامة فلا یزن جناح بعوضة"[۱] (ایک بندہ بروز قیامت تولا جائے گا تو اس کا وزن ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگا)، اور بندوں کے اعمال بھی تولے جائیں گے جیسا کہ اثر میں آیا ہے، ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اسکی تصدیق کرتے ہیں، اور ان سے اعراض برتتے ہیں جو اس کا انکار کرے، اور اس سے مجادلہ (جھگڑا، بحث ومباحثہ) بھی نہیں کرتے۔

۱۸- اللہ تعالی یوم قیامت اپنے بندوں سے اس طرح ہم کلام ہوگا کہ ان کے اور اس کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا، اس پر ایمان لانا اور اس کی تصدیق کرنا۔

۱۹- حوض پر ایمان لانا، اور رسول اللہ (ﷺ) کا یوم قیامت حوض ہوگا جس پر ان کی امت حاضر ہوگی، اس کا عرض اس کے طول کے مساوی ہے جو ایک مہینے کی مسافت ہے۔ اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی تعداد کی طرح ہیں، اس بارے میں خبر ایک سے زیادہ طریقوں سے صحیح طور پر ثابت ہیں۔

۲۰- عذاب قبر پر ایمان لانا۔

۲۱- اس امت کی آزمائش ان کی قبروں میں کی جاتی ہے، اور ان سے ایمان، اسلام اور اس کا رب کون ہے؟ اور ان کا نبی کون ہے؟ سوالات پوچھے جاتے ہیں، اور ان کے پاس منکر ونکیر آتے ہیں جسطرح اللہ تعالی چاہتے ہیں، اور ارادہ فرماتے ہیں، اس پر ایمان لانا اور تصدیق کرنا ہے۔

[۱] البخاري: كتاب التفسير, باب (أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ) [الكهف: ۱۰۵]، حديث رقم (۴۷۲۹). مسلم: كتاب صفة القيامة والجنة والنار، حديث رقم (۲۷۸۵)

٢٢- نبی اکرم (صلى الله عليه وآله وسلم) کی شفاعت پر ایمان لانا' اور اس قوم پر جو آگ جہنم سے جل جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے پھر اس سے باہر نکلے گیں۔ پس انہیں ایک نہر کی جانب جانے کا حکم دیا جائے گا جو جنت کے دروازے پر ہے جیسا کہ اثر (حدیث) سے یہ ثابت ہے' جیسے اور جسطرح اللہ تعالی چاہے' ہمیں تو صرف ایمان لانا اور اس کی تصدیق کرنا ہے۔

٢٣- مسیح دجال کے نکلنے پر ایمان لانا' اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہو گا' اور اس بارے میں وارد احادیث پر ایمان لانا' اور یہ ایمان لانا کہ ایسا ضرور ہونا ہے۔

٢٤- بیشک عیسی (علیہ الصلاۃ والسلام) نازل ہوں گے اور اس (دجال) کو بابِ لد کے پاس قتل فرمائیں گے۔

٢٥- ایمان قول و عمل کا نام ہے' جو بڑھتا اور گھٹتا ہے' جیسا کہ خبر[١] (حدیث) میں آیا: "أكمل المؤمنين إيماناً أحسنهم خلقاً"[٢] (ایمان کے اعتبار کے سے اکمل ترین مومن وہ ہے جس کے اخلاق سب سے بہتر ہیں)

٢٦- جس نے نماز کو چھوڑا اس نے کفر کیا' اور اعمال میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جس کا چھوڑنا کفر ہو سوائے نماز کے' جس نے اسے ترک کیا وہ کافر ہے' اور اللہ تعالی نے اس کا قتل حلال ٹھہرایا ہے۔

٢٧- اس امت میں اس کے نبی (صلى الله عليه وآله وسلم) کے بعد سب سے افضل ابو بکر صدیق ہیں' پھر عمر بن خطاب' پھر عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہم) ہیں۔ ہم ان تینوں کو مقدم کرتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ (صلى الله عليه وآله وسلم) نے انہیں مقدم فرمایا' اس میں کوئی اختلاف نہیں کرتے۔ پھر ان تینوں کے بعد پانچ اصحابِ شوری ہیں: علی بن ابی طالب' طلحہ' زبیر' عبدالرحمٰن بن عوف' سعد بن ابی وقاص (رضی

---

[١] طبقات الحنابلۃ میں "اثر" کا لفظ ہے۔

[٢] سنن أبي داؤد: كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الايمان ونقصانہ، حديث رقم (٤٦٨٢). سنن ترمذی: کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق المراة على زوجها، حديث رقم (١١٦٢). شیخ البانی نے اس کو صحیح فرمایا۔

اللہ عنہم) یہ سب خلافت کے لئے اہل تھے' اور یہ سب امام تھے۔ اس بارے میں ہم حدیث ابن عمر (رضی اللہ عنہما) پر چلتے ہیں: "كنا نعد – ورسول الله (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حي وأصحابه متوافرون: أبو بكر، ثم عمر، ثم عثمان، ثم نسكت"[1] (رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زندگی میں جب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) وافر مقدار میں موجود تھے ہم کہا کرتے تھے (بلحاظِ فضیلت ومرتبہ) ابو بکر' پھر عمر' پھر عثمان پھر خاموش ہو جاتے تھے)۔ ان اصحاب شوریٰ کے بعد اصحاب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں سے مہاجرین میں سے اہل بدر پھر انصار میں سے اہل بدر اور پھر جو ہجرت وایمان لانے میں سبقت کرنے میں اول تھے پس وہ (مرتبے میں بھی) اول ہیں۔

۲۸- ان اصحاب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد افضل ترین لوگ اس دور و نسل کے ہیں جس میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مبعوث ہوئے۔ جس کسی نے بھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صحبت اختیار کی خواہ ایک سال ہو' ایک مہینہ' ایک دن' ایک گھنٹہ یا صرف دیکھا بھی ہو تو وہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صحابہ میں سے ہے۔ اس کا صحابیت میں سے اتنا ہی حصہ ہے جتنی اس کی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے صحبت رہی' ان کے ساتھ سبقت کی' ان سے کچھ سنا' اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ایک جھلک بھی دیکھی ہو۔ پس ان میں سے جو ادنیٰ ترین صحبت کا بھی حامل ہو وہ اس دور و نسل سے بہتر ہے جس نے انہیں نہ دیکھا ہو چاہے وہ (بعد میں آنے والے) اللہ تعالیٰ سے تمام اعمال خیر کے ساتھ ملاقات کریں۔ جنہوں نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صحبت اختیار فرمائی اور ان کا دیدار فرمایا اور ان سے سماعت فرمایا' جنہوں نے انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ان پر ایمان لائے اگرچہ ایک ساعت کے لئے ہی کیوں نہ ہو۔ اپنی

---

[1] مسند احمد (تحقیق احمد شاکر): مسند عبداللہ بن عمر، حدیث رقم (٤٦٢٦) اور احمد شاکر نے فرمایا: اس کی سند صحیح ہے۔ بخاری: کتاب فضائل الصحابہ، باب فضل ابی بکر بعدالنبی (صلی اللہ علیہ وسلم)، حدیث رقم (٣٦٥٥) اس میں [ثم نسکت] کے الفاظ نہیں اور حافظ ابن حجر نے اس کی شرح کے وقت اس کی اسانید کی طرف اشارہ فرمایا ہے، کتاب فضائل الصحابہ، باب مناقب عثمان بن عفان ابی عمرو القرشی (رضی اللہ عنہ)، حدیث رقم (٣٦٩٧) اس میں بھی [ثم نسکت] کے الفاظ نہیں ہے مگر یہ اضافہ ہے [ثم نترک اصحاب النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) لا نفاضل بینھم] (پھر ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہ کوچھوڑ دیتے تھے اور ان کے درمیان کوئی امتیاز نہیں برتتے تھے)۔ سنن ترمذی: کتاب المناقب، باب فی مناقب عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ)، حدیث رقم (٣٧٠٧)، اور اس میں بھی [ثم نسکت] کے الفاظ نہیں، اور امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح غریب ہےاور اس طور سے یہ حدیث عبیداللہ بن عمرکی حدیث سے عجیب ہے، اور یہ حدیث ابن عمر (رضی اللہ عنہما) کی حدیث سے مختلف طریقے سے بھی مروی ہوئی ہے۔ شیخ البانی نے اسے صحیح فرمایا۔

صحبت کے اعتبار سے تابعین سے افضل ہے چاہے وہ (تابعین) تمام اعمال خیر ہی کیوں نہ بجالائیں۔

۲۹- امیر المؤمنین جو خلافت پر والی و متمکن ہو جائے اور لوگ اس پر مجتمع ہو کر راضی ہو جائیں' یا پھر جو تلوار کے زور پر غالب ہو جائے یہاں تک کہ (اپنے آپ) خلیفہ بن بیٹھے' اور امیر المؤمنین (مسلمانوں کا حکام) کہلایا جانے لگے تو اس کا حکم سننا اور اطاعت کرنا ہے خواہ نیک ہو یا بد۔

۳۰- امراء (حکام) خواہ نیک ہو یا بد کے ساتھ مل کر (ان کی سربراہی میں) تا قیام قیامت غزوہ (جہاد) باقی رہے گا' اسے چھوڑا نہیں جائے گا۔

۳۱- اسی طرح مال فئ کی تقسیم اور اقامتِ حدود ان آئمہ (حکام) کے ساتھ باقی رہے گی۔ کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ ان پر طعن کرے یا ان سے (حکومت کے معاملے میں) تنازع برتے۔ انہیں صدقات (زکوۃ) ادا کرنا جائز و نافذ رہے گا۔ جو اس (زکوۃ) کو ان (حکام) کو ادا کردے تو یہ اس کے لئے کافی ہے۔ (یہ تمام باتیں ان حکام کے حق میں باقی رہیں گی) خواہ نیک ہو یا بد۔

۳۲- ان (حکام) کے پیچھے اور جنہیں یہ امام مقرر کریں ان کے پیچھے نماز جمعہ جائز ہے اور باقی ہے مکمل دو رکعتیں۔ جس نے اپنی نماز کو (ان کے پیچھے پڑھنے کے بعد) لوٹایا تو وہ بدعتی' آثار کو ترک کرنے والا اور سنت کی مخالفت کرنے والا ہے۔ اگر وہ نیک و بد آئمہ کے پیچھے نماز کو جائز نہیں سمجھتا تو اس کے لئے جمعہ کی فضیلت میں سے کچھ بھی حصہ نہیں۔ سنت یہ ہے کہ ان کے ساتھ دو رکعتیں پڑھو' اور یہ یقین رکھو کہ یہ مکمل ادا ہو گئی ہے' اور تمہارے دل میں اس بارے میں کوئی شک بھی نہ ہو۔

۳۳- جو آئمہِ مسلمین (مسلمانوں کے حکام) پر خروج کریں جبکہ لوگ اس پر مجتمع ہو چکے ہوں اور اس کی خلافت (حکومت) کا اقرار کرتے ہوں کسی بھی طور پر چاہے رضامندی سے ہو یا (جبراً) غلبہ حاصل کرکے (تو ایسے حکام پر بھی خروج کرنے والا) مسلمانوں کی حکومت و اتحاد کو پارہ پارہ کرنے

والا ہے' اور رسول اللہ (ﷺ) سے ثابت شدہ آثار (احادیث) کی مخالفت کرنے والا ہے۔ اگر وہ اسی خروج کی حالت میں موت پاتا ہے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

۳۴- سلطان (حاکم) سے قتال کرنا (تختہ الٹنا) جائز نہیں' اور نہ ہی کسی انسان کے لئے ان پر خروج جائز ہے۔ جس نے ایسا کیا تو وہ بدعتی ہے نبی کریم (ﷺ) کی سنت اور ان کے طریقے پر نہیں۔

۳۵- چوروں (ڈاکوؤں) اور خوارج سے قتال کرنا جائز ہے اگر وہ کسی شخص کی جان ومال کے درپے ہوں تو اسے چاہیے کہ اپنی جان ومال کی حفاظت کے لئے ان سے لڑے اور ان کا دفاع کرے جس قدر بھی اس کی طاقت ہو۔ مگر اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ اگر وہ اسے چھوڑ کر بھاگ جائیں تو انہیں طلب کرے یا ان کا پیچھا کرے یہ حق سوائے مسلمانوں کے حکمرانوں کے اور کسی کا نہیں۔ اسے بس چاہیے کہ وہ اپنے جگہ پر اپنا دفاع کرے اور اپنی اس کوشش کے بارے میں یہ نیت رکھے کہ کسی کو قتل نہیں کرنا' لیکن اگر اس کے ہاتھوں اپنا دفاع کرتے ہوئے لڑائی میں کوئی قتل ہو جائے تو اللہ تعالی نے اس مقتول (چور وغیرہ) کو رفع دفع کر دیا' اور اگر یہ دفاع کرنے والا اس حالت میں کہ وہ اپنی جان ومال کا دفاع کر رہا تھا قتل ہو جائے تو اس کی شہادت کی امید کی جاتی ہے۔ اس بارے میں جو احادیث اور تمام آثار آئے ہیں ان میں صرف اس سے (موقع پر) لڑنے کا حکم ہے' اس کے (لازمی) قتل کرنے یا اس کا پیچھا کرنے کا حکم نہیں دیا گیا' اور نہ ہی اس پر خود حملہ آور ہونے کا اگر وہ گر جائے یا زخمی ہو جائے' یا پھر اسے بطور قیدی قید کر لے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ اسے قتل کردے' اور نہ ہی اس پر حد قائم کرے' بلکہ اس کا معاملہ اس حاکم تک لے جائے جسے اللہ تعالی نے اس کا ذمہ دار بنایا ہے' اور وہی اس کے بارے میں فیصلہ کرے گا۔

۳۶- (امام احمد نے) فرمایا کہ ہم اہلِ قبلہ میں سے کسی کے بارے میں اس کے عمل کی بناء پر جو وہ کرتا ہے (قطعی طور پر) جنت یا جہنم کی گواہی نہیں دیتے' (بلکہ) نیکوکار کے لئے (جنت کی) امید رکھتے

ہیں اور گنہگار کے لئے (جہنم) کا خدشہ رکھتے ہیں' اور (ساتھ ہی) اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید بھی رکھتے ہیں۔

۳۷- جس نے ایسا گناہ کیا جس سے جہنم واجب ہوتی ہے مگر اس پر اصرار نہ کرتے ہوئے تائب ہو گیا اور اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرماتے ہیں۔ وہی اپنے بندوں کی توبہ کو قبول فرماتے اور گناہوں سے درگزر فرماتے ہیں۔

۳۸- جس نے کوئی ایسا گناہ کیا جس کی حد اس پر دنیا میں قائم ہو چکی ہو اور اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تو وہ اس کے لئے کفارہ ہوگا' جیسا کہ رسول اللہ (ﷺ) سے مروی خبر (حدیث) میں وارد ہوا۔

۳۹- (لیکن) جس نے ایسا گناہ کیا جس پر عقوبت وسزا مقرر ہے اور وہ اس پر اصرار کرتا ہے اور توبہ نہیں کرتا اور اسی حال میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے چاہے تو اسے عذاب فرمائے اور چاہے تو اسے بخش دے۔

۴۰- (مگر) جو اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے کہ وہ کافر ہو تو اللہ تعالیٰ اسے عذاب فرمائیں گے اور مغفرت نہیں فرمائیں گے۔

۴۱- رجم (سنگسار) کرنا برحق ہے اس شخص کو جو شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرے' جب وہ اعتراف کرے یا اس پر دلیل وگواہی قائم ہو جائے۔

۴۲- رسول اللہ (ﷺ) نے بھی رجم فرمایا۔

۴۳- اور آئمہ (خلفائے) راشدین نے بھی۔

۴۴- جس نے کسی ایک بھی صحابیٔ رسول اللہ (ﷺ) کی شان میں تنقیص کی یا ان سے کسی واقعے کی بناء پر جو ان سے صادر ہوا بغض کیا یا پھر ان کی برائیاں بیان کیں' تو وہ اس وقت تک بدعتی رہے گا

جب تک کہ تمام (صحابہ) پر رحم نہ فرمائے اور اس کا دل ان کے بارے میں (کسی بھی قسم کے کینے سے) صاف و سلیم نہ ہو جائے۔

۴۵- نفاق کفر ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا کفر کرے اور غیر کی عبادت کرے، (لیکن) ظاہر میں اسلام کا اظہار کرے، جیسا کہ رسول اللہ (ﷺ) کے دور میں منافقین تھے۔

۴۶- رسول اللہ (ﷺ) کا فرمان ہے: "ثلاث من کُنَّ فیه فهو منافق" (تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں تو وہ منافق ہے) یہ تغلیظ و سختی کے پیش نظر فرمایا گیا جسے ہم بلا تفسیر کے اسی طرح مروی کر دیتے ہیں جیسی یہ بیان ہوئی ہے۔

۴۷- اور رسول اللہ (ﷺ) کا یہ فرمان کہ: "لا ترجعوا بعدی کفارا ضلالا یضرب بعضکم رقاب بعض"[۱] (میرے بعد کافر و گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے (قتل کرنے) لگ جانا) یا جیسے فرمایا: "إذا التقى المسلمان بسيفيهما فالقاتل والمقتول فی النار"[۲] (اگر دو مسلمان تلوار سونتے آمنے سامنے مد مقابل ہوں تو قاتل و مقتول دونوں آگ میں ہیں) یا جیسے فرمایا: "سباب المسلم فسوق وقتاله کفر"[۳] (مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کا قتل کرنا کفر ہے) یا جیسے فرمایا: "من قال لأخيه يا کافر فقد باء بها أحدهما"[۴] (جس کسی نے اپنے (مسلمان) بھائی کو کہا اے کافر! تو یہ (تکفیر) ان میں سے ایک پر لوٹ آئے گی) یا جیسے فرمایا:

[۱] مسند احمد (تحقیق احمد شاکر وحمزہ الزین)، حدیث رقم (۱٦٦٤٤)۔اور جو ''ضلالا'' (گمراہ نہ ہوجانا) کے لفظ کےبغیر روایت ہوئی وہ بخاری: کتاب العلم، باب الفتن، باب قول النبی (ﷺ): ''لاترجعوا۔۔''،حدیث رقم(٤٠٤٤)۔ مسلم: کتاب الایمان، باب معنی فول النبی (ﷺ): ''لاترجعوا بعدی کفارا۔۔''، حدیث رقم (٦٥)۔

[۲] بخاری: کتاب الایمان، باب ''وان طائفتان من المؤمنین اقتتلو فاصلحوا بینہما'' فسماھم المؤمنین، حدیث رقم (۳۱)۔ مسلم: کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب اذا تواجہ المسلمان بسیفیہما، حدیث رقم (۲۸۸۸)۔

[۳] بخاری: الایمان، باب خوف المؤمن من ان یحبط عملہ وھو لایشعر، حدیث رقم (٤۸)۔ مسلم: کتاب الایمان، باب بیان قول النبی (ﷺ): ''سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر''، حدیث رقم (٦۳)۔

[٤] بخاری: کتاب الادب، باب من اکفر بغیر تاویل فھو کما قال، حدیث رقم (٦١٠٣، ٦١٠٤)۔ مسلم: کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان من قال لاخیہ یاکافر، حدیث رقم (٦٠)۔

"کفر باللہ تبرؤ من نسب وإن دق"[۱] (اپنے نسب سے خواہ اس کا نسب کتنا ہی کمتر کیوں نہ ہو بری الذمہ ہونا اللہ تعالی کے ساتھ کفر کرنا ہے)

۴۸- اور اس جیسی دیگر احادیث جو صحیح و محفوظ ہیں ہم انہیں تسلیم کرتے ہیں اگرچہ ہم اس کی تفسیر نہ بھی جانتے ہوں' اس کے خلاف کلام یا جدال نہیں کرتے' اور ان کی تفسیر نہیں کرتے مگر اسی طرح جیسے یہ بیان ہوئی ہیں اور اسے اس کے سب سے بر حق[۲] مفہوم کی طرف پھیرتے ہیں۔

۴۹- جنت اور جہنم اللہ تعالی کی دو مخلوق ہیں جو پیدا کر دی گئی ہیں' جیسا کہ رسول اللہ (ﷺ) سے روایت آئی ہے: "دخلت الجنة فرأيت قصراً"[۳] (میں جنت میں داخل ہوا اور ایک محل دیکھا) اور فرمایا: "رأيت الكوثر" (اور نہر کوثر دیکھی)' "اطلعت في الجنة فرأيت أكثر أهلها... ...كذا" (میں جنت پر مطلع ہوا تو میں نے ان کی اکثریت کو---ایسا ایسا پایا) اور "اطلعت في النار فرأيت......كذا وكذا" (میں جہنم پر مطلع ہوا اور--ایسا ایسا دیکھا)' جو یہ گمان کرتا ہے کہ یہ دونوں (جنت و جہنم) ابھی تخلیق نہیں کی گئی ہیں' تو وہ قرآن مجید اور احادیث رسول (ﷺ) کو جھٹلانے والا ہے' میں اسے جنت و جہنم پر ایمان رکھنے والا شمار نہیں کرتا۔

۵۰- جو کوئی اہل قبلہ میں سے توحید پر وفات پائے اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی' اور اس کے لئے مغفرت کی دعاء کی جائے گی' اس سے استغفار چھپی ہوئی نہیں۔ اس کے گناہ کے سبب چاہے صغیرہ ہو یا کبیرہ ہم اس پر نماز جنازہ کو ترک نہیں کرتے' اور اس کا (آخری) معاملہ تو اللہ تعالی ہی کے حوالے ہے۔

والحمد لله وحده وصلواته على محمد وآله وسلم تسليما

---

[۱] اسے ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) نے اپنی کتاب الایمان میں ذکر کیا، اور شیخ البانی نے اسے حسن قرار دیا۔

[۲] لالکائی میں "بالحق" ہے اور طبقات الحنابلہ میں "باجود" (سب سے بہتر) کے الفاظ ہیں۔

[۳] بخاری: کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة، حدیث رقم (۳۲۴۲)۔ مسلم: کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل عمر (رضی اللہ عنہ)، حدیث رقم (۲۳۹۴، ۲۳۹۵)۔